فَسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

”تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاویٰ یسئلونک

دارالافتاء والارشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ

شمارہ 46 | جمعۃ المبارک 21 جمادی الاولی 1441ھ 17 جنوری 2020ء

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- **بالمشافہ:** سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہ جمع کروائیں۔
- **بذریعہ ویب سائٹ:** www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- **بذریعہ برقی مراسلہ:** ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- **بذریعہ واٹس ایپ:** 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

نوٹ: جوابات/فتاویٰ سوالات موصول ہونے کی ترتیب سے ارسال کیے جاتے ہیں۔

دارالافتاء والارشاد، الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ، فقہ اکیڈمی C-335 بلاک 1، گلستان جوہر، کراچی

سوال: قرآن کریم میں جو حروف مقطعات ہیں ان کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کو دیکھنے والوں کی سب مشکلیں آسان ہوجائیں گی، صبح اس کو دیکھ کر جو کام شروع کیا جائے گا پورا ہوگا اور غیبی طریقوں سے دولت آنے لگے گی۔ اس کے بارے میں بتائیے کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب: تمام حروفِ مقطعات قرآنِ مجید میں موجود ہیں، اور یہ قرآن پاک ہی کے الفاظ ہیں۔ قرآنِ مجید کے تمام الفاظ بابرکت ہیں، باقی حروفِ مقطعات کی خصوصی برکت یا ان کو لکھ کر لٹکانا یا صرف ان ہی الفاظ کو یاد کرنا حدیث سے ثابت نہیں۔ کسی چیز کی خصوصی فضیلت کے لیے رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کا ثبوت ضروری ہے۔ نیز قرآنِ مجید کی تلاوت سے جو خیر و برکت ہوسکتی ہے وہ حروفِ مقطعات کو دیکھنے سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ لہذا جن کاموں کی برکت حدیث سے ثابت ہے، اس کا اہتمام کرنا زیادہ ضروری ہے۔ نیز اگر یہ لٹکانا کسی بیت الخلا کے قریب ہو تو یہ بے ادبی بھی ہے۔ البتہ اگر کسی بزرگ کے تجربے میں حروفِ مقطعات پڑھنے یا لکھنے سے کسی مسئلے کا حل یا بیماری وغیرہ کا علاج ہو تو بطورِ علاج ان کا پڑھنا یا لکھنا درست ہوگا، لیکن یہ شرعی حجت نہیں ہے، نہ ہی اس سے ان کلمات کی خصوصی فضیلت اور برکت ثابت ہوگی۔

سوال: مسلمانوں کے لیے سکھوں کی عبادت گاہ کرتار پور دیکھنے جانا، وہاں گھومنا شرعی طور پر کیسا ہے؟ براہ کرم رہنمائی فرمائیں۔

جواب: کسی مسلمان کے لیے بطور تفریح غیر مسلموں کی عبادت گاہ کی طرف سفر کرنا جائز نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَسْجِدِ الأَقْصَى۔ (بخاری، کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، باب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ)

ترجمہ: ”آپ ﷺ نے فرمایا سامان سفر نہ باندھا جائے مگر تین مسجدوں کے لیے مسجد حرام، مسجد رسول اللہ ﷺ اور مسجد اقصیٰ“۔

اسی طرح مقامی لوگوں کے لیے بھی غیر مسلموں کی کسی بھی عبادت گاہ میں گھومنے کی غرض سے جانا جائز نہیں۔ کیونکہ غیر مسلموں کی عبادت گاہ شیطانوں کی آماجگاہ ہے۔

يكره للمسلم الدخول في البيعة والكنيسة، وإنما يكره من حيث إنه مجمع الشياطين لا من حيث إنه ليس له حق الدخول، والظاهر أنها تحريمية لانها المرادة عند إطلاقها وقد أفتيت بتعزير مسلم لازم الكنيسة مع اليهود. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق)

اسی طرح غیر مسلموں کی مذہبی رسومات یا عبادات کی ادائیگی کے دن ان کے ہاں شرکت کرنا بھی جائز نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من كثر سواد قوم فهو منهم، ومن رضي عمل قوم كان شريكا في عمله. (كنز العمال، كتاب الصحبة من قسم الأقوال) ترجمہ: ”جو شخص کسی قوم کی جماعت میں (شریک ہوکر) اضافہ کرے وہ ان ہی میں سے ہے، اور جو شخص کسی قوم کے عمل پر راضی ہوا وہ اس عمل میں شریک ہے“۔

ومن خرج إلى السدة أي مجتمع أهل الكفر في يوم النيروز: كفر. (شرح الفقه الأكبر، فصل في الكفر صريحا أو كناية)

اجتمع المجوس يوم النيروز، فقال مسلم: خوب رسمی نهاده اند، أو قال: نيك آئين نهاده اند، يخاف عليه الكفر. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين)

سوال: میری اپنی داڑھی ایک مٹھی سے زیادہ ہے اور میں نے اسے کبھی نہیں کاٹا، اب میں بیرون ملک تعلیم کے لیے جا رہا ہوں، جو مسلمانوں کا ملک نہیں ہے، اب وہاں کے میرے دوست کہہ رہے ہیں کہ داڑھی کاٹ لو یہاں تک کہ ایک مٹھی سے کم بھی

ہو جائے لیکن میں نے اسے ابھی نہیں مانا، کیا یہ جائز ہے؟

جواب: ایک مٹھی داڑھی رکھنا شریعت کا حکم ہے، اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ دوستوں کے کہنے پر شریعت کے حکم کو چھوڑ دینا قطعاً درست نہیں۔ آپ کو چاہیے کہ دین پر ثابت قدم رہیں اور دوستوں کو بھی دین کی دعوت دیں، نماز روزے کی پابندی کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق داڑھی بھی رکھیں۔

سوال: الترغیب والترہیب کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت موصول ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے شب جمعہ میں سورہ یس کی تلاوت کی اس کی مغفرت کردی جائے گی''۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ عمل مسنون ہے؟

جواب: یہ روایت الترغیب والترہیب میں ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے: من قَرَأَ سُورَةَ يس فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غفر لَهُ. (الترغيب والترهيب، كتاب الجمعة، الترغيب فى صلاة الجمعة والسعى إليها وما جاء فى فضل يومها وساعتها)

ترجمہ: ''جس شخص نے جمعہ کی رات میں سورۃ یٰسین کی تلاوت کی تو اس کی مغفرت کردی جائے گی''۔ یہ روایت ضعیف ہے، اس میں اغلب بن تمیم ضعیف راوی ہے۔

(الف) سَمِعت يحيى يَقُول أغلب بن تَمِيم بَصرِى قد سَمِعت مِنْهُ وَلَيْسَ بِشَيْء. (تاريخ ابن معين، الاول من البصريين)

(ب) أغلب بن تَمِيم بن النُّعْمَان الْكِنْدِيّ أَبُو حَفْص كناه يزِيد بن هَارُون مُنكر الحَدِيث. (التاريخ الاوسط، مابين عشر الى الثمانين)

(ج) أغلب بن تَمِيم بَصرِى ضَعِيف. (الضعفاء والمتروكون للنسائى، كتاب الهمزة، باب اسامة)

(د) أغلب بْن تَمِيم بْن النُّعْمَان السَّعْدِيّ من أهل الْبَصْرَة كنيته أَبُو حَفْص يروى عَن سُلَيْمَان التَّيْمِي روى عَنهُ يَزِيد بْن هَارُون مُنكر الْحَدِيث يروى عَن الثِّقَات مَا لَيْسَ من حَدِيثهمْ حَتَّى خرج عَن حد الِاحْتِجَاج بِهِ لِكَثْرَة خطئه. (المجروحين لابن حبان، باب الالف)

لہذا شب جمعہ میں یٰسین شریف پڑھنا ایک ضعیف روایت سے ثابت ہے اور ضعیف روایت پر عمل کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس کا ضعف شدید نہ ہو اور اس کے سنت یا مسنون ہونے کا اعتقاد نہ رکھا جائے۔ لہذا اس عمل کو اپنے معمولات میں شامل کرنا تو درست ہے لیکن اس کو مسنون سمجھنا درست نہیں۔

(الف) شرط العمل بالحديث الضعيف عدم شدة ضعفه، وأن يدخل تحت أصل عام، وأن لا يعتقد سنية ذلك الحديث. وأما الموضوع فلا يجوز العمل به بحال ولا روايته، إلا إذا قرن ببيانه. (الدر المختار، كتاب الطهارة، سنن الوضوء)

(ب) شديد الضعف هو الذى لا يخلو طريق من طرقه عن كذاب أو متهم بالكذب قاله ابن حجر ط. مطلب فى بيان ارتقاء الحديث الضعيف إلى مرتبة الحسن. قلت: مقتضى عملهم بهذا الحديث أنه ليس شديد الضعف فطرقه ترقيه إلى الحسن (قوله: وأن لا يعتقد سنية ذلك الحديث) أى سنية العمل به. وعبارة السيوطى فى شرح التقريب: الثالث أن لا يعتقد عند العمل به ثبوته بل يعتقد الاحتياط، وقيل: لا يجوز العمل به مطلقا، وقيل: يجوز مطلقا. اهـ. (قوله: أما الموضوع) أى المكذوب على رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وهو محرم إجماعا، بل قال بعضهم: إنه كفر. قال: - عليه الصلاة والسلام - من قال على ما لم أقل فليتبوأ مقعده من النار ـ ط (قوله: بحال) أى ولو فى فضائل الأعمال. (رد المحتار، كتاب الطهارة، سنن الوضوء)

سوال: میرا بکرا فارم بنانے کا ارادہ ہے قربانی اور عام ضروریات کے لیے بکریاں پالیں گے اور خرید و فروخت بھی کریں گے۔ بلڈنگ، بکریوں کی قیمت اور چارہ ہمارے ذمے ہے البتہ ایک لڑکا، جانوروں کی دیکھ بھال اور چارہ ڈالنے کا کام کرے گا۔ اس کے ساتھ معاملہ یوں ہے کہ فی الوقت اس کو منافع میں سے حصہ دیں گے البتہ بعد میں جب کاروبار سیٹ ہو جائے گا تو ارادہ ہے کہ منافع کے ساتھ ماہوار تنخواہ بھی اس کی لگا دیں گے، لڑکے کی

رہائش اور کھانا ہمارے ذمے ہوگا۔ اس معاملے میں رہنمائی فرمائیے؟

جواب: جانوروں کی دیکھ بھال کرنے والے شخص کے لیے منافع کا کچھ حصہ بطور اجرت متعین کرنا درست نہیں، کیوں کہ اجرت مجہول (نامعلوم) ہونے کی وجہ سے یہ معاملہ فاسد ہوجائے گا۔ اس لیے اس معاملے کو درست کرنے کی صورت یہ ہوگی کہ دیکھ بھال کرنے والے شخص کو یومیہ یا ماہانہ اجرت دی جائے۔

وشرطها (الإجارة) كون الأجرة والمنفعة معلومتين؛ لأن جهالتهما تفضي إلى المنازعة. (الدر المختار، كتاب الاجارة، شروط الإجارة)

سوال: میں ہر وقت سوچتی ہوں کہ میری چھ سال کی فرض نمازیں اور روزے جو قضاء ہوئے ہیں ان کو ادا کروں، لیکن ان کا صحیح طریقہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ادا نہیں ہو رہے۔ کوئی آسان طریقہ بتائیں؟

جواب: عشاء کے وتروں سمیت جتنی نمازیں چھوٹ گئیں سب کی قضاء پڑھنا لازم ہے۔ قضاء نمازوں کو پڑھنے کے لیے تین اوقات ممنوعہ طلوع، زوال، غروب کے علاوہ باقی تمام اوقات میں قضاء نمازیں پڑھنا جائز ہے۔ چاہیں تو ہر ادا نماز کے ساتھ ایک قضاء نماز بھی پڑھ لیں، اس کے علاوہ جس وقت آسان معلوم ہو۔ قضاء نمازوں میں صرف فرائض کی قضاء لازم ہے سنتوں کی نہیں۔ اگر دن تاریخ یاد ہو تو اس کے مطابق پڑھیں، مثلاً رمضان کی پہلی تاریخ کی فجر کی نماز پڑھ رہی ہوں، اگر دن تاریخ یاد نہیں ہے تو یوں نیت کریں: یا اللہ! میرے ذمہ جو فجر کی قضاء نمازیں ہیں ان میں سے سب سے پہلی نماز پڑھ رہی ہوں۔ اتنے دنوں تک کی قضاء پڑھیں کہ دل گواہی دے اب کوئی قضاء نماز ذمہ میں نہیں رہی۔ اسی طرح روزوں کی قضاء میں اولین روزے کی نیت کرکے متعین کرلیں۔

(قوله كثرت الفوائت نوى أول ظهر عليه أو آخره. وكذا الصوم لو من رمضانين هو الأصح) مثاله: لو فاته صلاة الخميس والجمعة والسبت فإذا قضاها لا بد من التعيين لأن فجر الخميس مثلا غير فجر الجمعة، فإن أراد تسهيل الأمر، يقول أول فجر مثلا، فإنه إذا صلاه يصير ما يليه أولا أو يقول آخر فجر، فإن ما قبله يصير آخرا، ولا يضره عكس الترتيب لسقوطه بكثرة الفوائت. وقيل لا يلزمه التعيين أيضا كما في صوم أيام من رمضان واحد. (الدر المختار وحاشية ابن عابدين، كتاب الصلاة)

سوال: ایک ادارے نے ایک شخص کے پاس کچھ رقم رکھوائی، نو دس ماہ تک ادارے کو اس رقم کی ضرورت نہیں تو اس صورت میں کیا وہ شخص اس رقم کو اپنے استعمال میں لاسکتا ہے؟ وہ شخص اتنی استطاعت رکھتا ہے کہ مدت پوری ہونے پر اتنی رقم ادارے کو حوالہ کرے تو کیا پھر بھی وہی رقم رکھنا اور وہی رقم ادا کرنا ضروری ہے؟

جواب: ادارے نے جو رقم مذکورہ شخص کے پاس رکھوائی ہے وہ امانت ہے، امانت کی رقم استعمال میں لانا جائز نہیں۔ اگر اس شخص نے امانت کی رقم اپنے ذاتی استعمال میں خرچ کرلی تو اتنی ہی رقم واپس لوٹانا بہرحال لازم ہے۔

إذا كانت الوديعة دراهم، أو دنانير، أو شيئاً من المكيل، والموزون، فأنفق المودع طائفة منها في حاجة نفسه؛ كان ضامناً لما أنفق منها، ولم يصر ضامناً لما بقي منها، فإن جاء بمثل ما أنفق، وخلطه صار ضامناً لجميع ما أنفق بالإتلاف، وما بقي من الخلط قالوا: وهذا إذا لم يجعل على ماله علامة حين خلط بمال الوديعة، أما إذا جعل لا يضمن إلا ما أنفق، وإن كان قد أخذ بعض الوديعة لينفقه في حاجته، ثم بدا له، فرده في مكانه، فضاع، فلا ضمان عليه. (المحيط البرهاني، كتاب الوديعة، الفصل السابع في رد الوديعة)

ختم شد